مواعظِ اختر نمبر ۴۷

غار میں یادِ یار شانہٗ تعالیٰ

(جنوبی افریقہ کے مضافاتی شہر وائٹ ریور جنگل کے قریب غار میں ارشادات)



شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
hazratmeersahib.com



غار میں یادِ یار تعالیٰ شانہٗ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
اِدارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی
www.hazratmeersahib.com

بہ فیضِ صحبتِ ابرارؔ یہ دردِ محبت ہے
محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہے تیرے نازوں کے
بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اِس کی اشاعت ہے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

یہ انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی جملہ تصانیف پر تحریر فرمایا کرتے تھے۔

احقر کی جُملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنۃ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: غار میں یادِ یار تعالیٰ شانہٗ

نامِ واعظ: محبی ومحبوبی مرشدی ومولائی سراج المِلّت والدّین شیخ العرب والعجم عارف باللہ قطب زماں مجدد دوراں حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخِ وعظ: ۲۱ جمادی الاول ۱۴۱۸ھ مطابق ۲۴ ستمبر ۱۹۹۷ء، بروز بدھ

مقام: جنوبی افریقہ کے مضافاتی شہر وائٹ ریور کے جنگل کے قریب غار میں ارشادات

موضوع: عشقِ مجازی کی ذلت اور عاشقانِ حق کی صحبت کی عظمت اور فوائد

مرتب: حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب دامت برکاتہم
خادمِ خاص وخلیفہ مجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعتِ اوّل: ۱۲ محرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۵ نومبر ۲۰۱۴ء

ناشر: اِدارہ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

فہرست

عنوانات — **صفحہ نمبر**

عرض مرتب

جنوبی افریقہ کے سفر کے دوران شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز مولانا اسماعیل گاردی صاحب کی دعوت پر حضرت والا وائٹ ریور تشریف لے گئے۔ ۲۴؍ستمبر ۱۹۹۷ء کو مولانا موصوف نے بتایا کہ وہاں ایک غار کئی ہزار سال پرانا ہے جس کو دیکھنے کے لئے دنیا کے بہت سے ممالک کے لوگ آتے ہیں اور ہمارے بعض اکابر بھی وہاں تشریف لے گئے ہیں۔ ۲۴؍ستمبر ۱۹۹۷ء کو حضرت والا مع رفقاء غار میں تشریف لے گئے اور غار میں کافی بڑا مجمع ہو گیا۔ غار کے اندر عجیب و غریب منظر تھا جو صرف دیکھا جا سکتا ہے بیان نہیں کیا جا سکتا۔ وہاں لوگوں نے بتایا کہ ایک چھوٹے سے تالاب میں پانی بہت ٹھنڈا ہے اور غار کے اوپر سے ہر سو سال کے بعد ایک ایک قطرہ تین چار جگہ ٹپکتا ہے جو وہاں گر کے جم جاتا ہے۔ وہاں ایک ایک فٹ جمے ہوئے قطرے دیکھے برف کی صورت میں اور بعض چھ چھ انچ کے اور بعض دو دو انچ کے قطرے جمے ہوئے تھے۔ غار کے نگرانوں نے بتایا کہ اس سے اندازہ لگائیے کہ یہ غار کتنا پرانا ہے۔ اس کے بعد حضرت والا غار میں ایک جگہ تشریف فرما ہوئے اور مندرجہ ذیل درد انگیز اور نصیحت آمیز وعظ ارشاد فرمایا حضرت والا کی شان یہ ہے کہ کسی وقت بھی اللہ کو نہیں بھولتے ؎

جہاں جاتے ہیں ہم تیرا فسانہ چھیڑ دیتے ہیں
کوئی محفل ہو تیرا رنگِ محفل دیکھ لیتے ہیں

جو احقر نے ٹیپ کیا اور اب پیشِ نظرِ قارئین ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور قیامت تک کے لیے صدقہ جاریہ فرمائے۔

جامع

احقر میر عفا اللہ عنہ



غار میں یادِ یار تعالیٰ شانہٗ

کیفیتِ احسانیہ سینوں سے منتقل ہوتی ہے

اللہ والوں کی صحبت سے اللہ تعالیٰ وہ نسبت عطا فرماتے ہیں جس کی برکت سے تمہاری دو رکعات نماز ایک لاکھ رکعات کے برابر ہو جائیں گی۔ اس لئے اپنی خلوت کی عبادتوں پر ناز مت کرو۔ اللہ والوں کی جلوتوں میں جاؤ اور اللہ تعالیٰ کی تجلیات کا جلوہ دیکھو، احسانی کیفیت سینے سے سینوں میں منتقل ہوتی ہے، یہ کیفیت کتابوں سے نہیں ملتی۔

اب ایک سنت بیان کرتا ہوں کہ جب نیچے اُترو تو سبحان اللہ پڑھو۔ شرح مشکوٰۃ میں محدثِ عظیم ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب نیچے اترو تو یہ کہو کہ سبحان اللہ یعنی ہم تو نیچے ہو رہے ہیں لیکن اے خدا! آپ اس عیب سے پاک ہیں۔ ہر سنت میں کیا حکیمانہ راز ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کا نام لیتے رہو، جن کی دنیا ہے ان کے گیت گاتے رہو۔

کافر سائنس دان کی ایک تحقیق اور حضرت تھانویؒ کا جواب

ایک کافر سائنس دان ڈارون کہتا تھا کہ انسان پہلے بندر تھا، اس کی تحقیق پر ساری دنیا نے بہت واہ واہ کی۔ لیکن ہمیں اس کی تحقیق پر اعتراض ہے کہ اگر انسان پہلے بندر تھا تو جنوبی افریقہ کے جنگل میں جو بندر ہیں یہ انسان کیوں نہیں بنے؟ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ بھئی چلو ہر سال لاکھوں بندروں میں سے دو چار ہی انسان بن جائیں لیکن یہ کیا کہ بس ایک بندر ہی انسان بن گیا باقی بندر

ہمیشہ کے لیے شرفِ انسانیت سے محروم ہیں۔ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہا کہ آپ اس تحقیق کا جواب دیجئے کہ انسان پہلے بندر تھا، تو حضرت نے فرمایا کہ بھئی! ہر شخص کو اپنا خاندانی نسب پیش کرنے کا حق حاصل ہے، اگر ایک آدمی کہتا ہے کہ میں بندر کی اولاد ہوں تو میں اس کی تردید کیوں کروں؟ ہم تو یہی کہیں گے کہ بیشک تم بالکل بندر کی اولاد ہو۔

خیر یہ بات تو درمیان میں آ گئی۔ میں یہ عرض کررہا تھا کہ کیفیتِ احسانی اہل اللہ کے سینے سے سینوں میں منتقل ہوتی ہے بشرطیکہ طالب غیر اللہ سے دل نہ لگائے اور دنیا کے فانی حسینوں سے دل لگانے کی حماقت نہ کرے، تب اللہ کے نام کی بے مثل لذت ملے گی۔

عاشقِ مجاز انٹرنیشنل بے وقوف ہیں

اللہ تعالیٰ کا تعلق اور اللہ کے نام کی لذت اور اللہ کے قرب کی دولتِ لازوال کی برکت سے جب تک اللہ کا عاشق زندہ رہے گا پُرلطف رہے گا باخدا رہے گا اور اس کی بہار ہمیشہ قائم و دائم رہے گی۔ میں تمام اہلِ مجاز کو چیلنج کرتا ہوں جو کسی کے کالے بالوں سے سہارا لے رہے ہو کہ کیا زُلفِ سیاہ ہے اور کہتے ہو ؎

ہیں ایسے کالے بال
جیسے کالے کالے بادل

لیکن جب اس کے کالے بال سفید اور بڈھے گدھے کی دم جیسے ہو جائیں گے تو ظالمو! اے بے وقوفو! اور انٹرنیشنل گدھو! اس وقت کہاں جاؤ گے۔ اس وقت ایسے بھاگو گے جیسے گدھا شیر سے بھاگتا ہے۔

میں عاشقِ مجاز کو گدھوں سے خطاب کررہا ہوں، آپ لوگ ناراض نہیں ہوں کہ ان کی شان میں گستاخی کیوں کی جارہی ہے۔ میر صاحب کہہ رہے ہیں کہ

بیشک وہ گستاخی کے قابل ہیں۔تو اگر کوئی حسینوں کے گالوں پر پاگل ہوجائے،جس کے گال اچھے ہیں ہر وقت اس سے پوچھ رہے ہیں کہ تمہارا کیا حال ہے لیکن اگر گال پچک گئے، دانت باہر آگئے اور گال کا شیپ (Shape) نشیب میں چلا گیا ؎

ہوگیا رنگ فق حسینوں کا

میر اب دل کو کس سے بہلائیں

تو دنیا کے جتنے بھی عاشق ہیں ان کا غم عارضی ہے، جب جوانی ختم ہوگئی، حسن ختم ہوگیا توان کا غم بھی غائب ہوگیا۔اس لئے شاعر کہتا ہے ؎

عارف غمِ جاناں کی توجہ کے تصدق

ٹھکرا دیا وہ غم جو غمِ جاوداں نہ تھا

یعنی یہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے غم کا صدقہ ہے کہ دنیا کے فانی حسینوں کے غم کو ٹھکرا دیا۔

عشقِ مجازی کی حقیقت

لہٰذا دوستو! اللہ کے نام پر کہتا ہوں کہ اللہ پر مرنا سیکھو ورنہ اپنی زندگی پر پچھتاؤ گے، جوانی پر خون کے آنسو رونے پر بھی اس کی تلافی نہ ہوسکے گی لہٰذا جلدی سے عشقِ مجازی کی گندگی سے نکلو، یہ سب گٹر لائن پیشاب اور پاخانے کے مقامات ہیں اس کے سوا اور کچھ نہیں ہیں، شیطان جو ہے یہ حسینوں کے حسن کا حاصل یعنی فرسٹ فلور، چہرہ، آنکھ، ناک، بال دِکھا کر گراؤنڈ فلور کی گٹر لائنوں میں دھکیل دیتا ہے۔ کیا کہیں بس اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائیں۔ اس لئے ان حسینوں کی گٹر لائنوں سے ہوشیار ہوجاؤ۔

﴿يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ﴾

(سورۃ النور، آیت:۳۰)

کا حکم اللہ تعالیٰ کا احسان ہے ظلم نہیں ہے، وہ نہیں چاہتے ہیں کہ ہمارے غلام گٹر لائنوں میں بے آبرو ہوں، اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہیں ہے کہ میرا عاشق

ہوکر یہ گٹر لائنوں میں بے آبرو اور رُسوا ہو اور اس کی کھوپڑی پر سینڈل پڑے، وہ چاہتے ہیں کہ ہمارے عاشق حسینوں کو ہینڈل نہ کریں اور ان کی کھوپڑیوں پر سینڈل نہ برسیں۔ تو کیا یہ اللہ تعالیٰ کا کرم نہیں ہے کہ اپنے غلاموں کی آبرو کے تحفظ کے لئے نظر کی حفاظت کو فرض فرما دیا؟ دیکھو! اللہ سے غافل لوگ بھی اس غار کو دیکھنے آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں، لیکن میرے مشائخ کی صحبت اور توجہ کی برکت سے مجھے بھی اور آپ سب کو بھی یہاں آکر بھی اللہ کو یاد کرنے کی توفیق ہو رہی ہے اس غار میں بھی کچھ دین کا کام کرنے کی سعادت نصیب ہوئی تاکہ یہ گواہی دے کہ اے اللہ! اس نے یہاں مولیٰ کی محبت سکھائی تھی، ایک درویش اپنے ساتھیوں کو لے کر آیا اور عشقِ لیلیٰ سے جان چُھڑا کر عشقِ مولیٰ کی تعلیم دے گیا۔

خالقِ شکر کی مٹھاس

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے اللہ! آپ کا نام کتنا میٹھا ہے کہ جب میں اللہ کہتا ہوں تو میری روح میں جیسے کوئی شکر اور دودھ ملا دیتا ہے اور فرمایا کہ اے دنیا والو! اور دنیا کے بے وقوفو! ساری دنیا کی شکر اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے، ساری دنیا میں گنوں کے اندر رس اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے اسی رس سے شکر بنتی ہے، سارے عالم کو اللہ شکر دیتا ہے، تو وہ خود کتنا میٹھا ہوگا، اللہ کو چھوڑ کر کہاں جاؤ گے، گٹر لائنوں میں اپنی ڈاڑھیوں کو رُسوا ہونے سے بچانے کے لئے ان حسینوں کو مت دیکھو ورنہ یہ مردہ جسم تم کو پھنسا کر مولائے حقیقی سے محروم کردیں گے اور قبر میں جانے کے بعد تم کو اپنی زندگی پر حسرت ہوگی، جہاں تلافی کا کوئی دروازہ نہیں ہے، تلافی کا دروازہ اِسی زندگی میں ہے لہٰذا جلدی سے توبہ کرکے مولیٰ پر فدا ہوجاؤ، جو ساری لیلاؤں کو نمک دیتا ہے اُسی پر فدا ہوجاؤ۔ اور لیلیٰ تم کو

سنبھال نہیں سکتی، اگر تم کو بلڈ کینسر ہو جائے، تمہارے گردے بیکار ہو جائیں تو دنیا میں ایسی کوئی لیلیٰ نہیں جو تم کو اپنا گردہ دے دے، اس کو تمہاری بیماری پر رحم بھی نہیں آئے گا بلکہ وہ ہنسے گی کیونکہ دنیا کے معشوق ہنستے ہیں کہ دیکھو یہ ہمارے ساتھ خبیث فعل اور بدفعلی کرتا تھا آج کیسا اس کو خدا نے عذاب میں پکڑا ہوا ہے کہ ہسپتال میں پڑا ہوا چیخ رہا ہے۔ تو کسی لیلیٰ میں طاقت بھی نہیں ہے اور نہ ان کا یہ ذوق ہوتا ہے کہ اپنے عاشقوں کو سنبھال سکیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے عاشقوں کی خود حفاظت فرماتے ہیں

بس اللہ ہی اپنے عاشقوں کو سنبھال لیتا ہے اور اپنے عاشقوں کی عزت کی کفالت وحفاظت کرتا ہے اور اپنے عاشقوں کی ہر وقت دیکھ بھال کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اصحابِ کہف کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ہماری رحمت ان کے ساتھ کیا معاملہ کرتی تھی:

﴿وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ﴾

(سورۃ الکھف، آیت:۱۸)

دیکھو! ہم نے اپنے عاشقوں کو کیسے سنبھالا کہ ان کو ایک کروٹ پر نہیں سونے دیتے تھے تا کہ ان کے پہلوؤں پر زخم نہ ہو جائے، ہم اپنے عاشقوں کی کروٹ بدلتے رہتے تھے، کبھی دائیں، کبھی بائیں تا کہ ہمارے عاشقوں کے پہلوؤں میں انفیکشن اور زخم پیدا نہ ہو جائے۔ ارے! ایسے مولائے کریم کو چھوڑ کر کہاں جاتے ہو۔ اپنے رب پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین کے مطابق ایمان لائے تھے اور اللہ نے ان کو ایمان لانے کے بعد ہدایت میں ترقیات سے نوازا تھا کہ ایمان پر استقامت، مصائب پر صبر، توکل اور زہد کی نعمتیں دی تھیں، یہاں تک کہ وہ کافر اور ظالم بادشاہ کے دربار میں کھڑے ہو کر اپنے ایمان کا اعلان کر رہے تھے۔ (تفسیر بیان القرآن ج ۲، ص ۴۰۱: تالیفاتِ اشرفیہ ملتان) اسی طرح جو اہل اللہ کی صحبت میں رہتے ہیں اور شیخ کا

بتایا ہوا ذکر بھی کرتے ہیں تو اس ذکر کی برکت سے ان کی نسبت میں رسوخ پیدا ہوجاتا ہے۔ پھر وہ جہاں بھی رہیں باخدا رہتے ہیں۔

شیخ کی صحبت کی مثال

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شیخ کی صحبت کی گرمی کی مثال ایسی ہے جیسے آگ جلا کر سامنے بیٹھے رہو لیکن جب آگ چلی گئی تو پھر کیا کرو گے؟ تو شیخ سے کُشتہ لے لو یعنی اللہ تعالیٰ کی یاد۔ اور حکیم الامت فرماتے ہیں کہ حکیم اجمل خان مرحوم کشتہ کھاتے تھے اور سخت سردی میں تین بجے رات کو اٹھ کر باریک کرتہ پہن کر تانگے میں بیٹھ کر ہوا کھاتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ کے نام سے بڑا کشتہ اور طاقت کی چیز کیا ہوگی۔ تو اپنے شیخ سے پوچھ کر جو ذکر کرتا رہے گا وہ شیخ سے دور رہ کر بھی گرم رہے گا۔ تو دل سے شیخ کے ساتھ وابستہ رہو اور اس کے لئے دعا گو رہو اور بزرگوں نے فرمایا کہ اگر کسی کا شیخ دور ہے لیکن اگر آپ نے اس کے دل کے ساتھ اپنا دل ملایا ہوا ہے تو ہزاروں میل دور سے بھی اس کا فیض آجائے گا۔ دیکھئے! مولانا رومی نے کیسی مثال دی، فرماتے ہیں چراغوں کے جسم تو الگ الگ ہیں مگر روشنی تو ممزوج ہے ؎

متصل نہ بود سفالِ دو چراغ
نورِ شاں ممزوج باشد در مساغ

یعنی چراغوں کے جسم تو الگ الگ ہیں مگر روشنی تو فضا میں ملی ہوئی ہے۔ دیکھو! بجلی کے بلب تو الگ الگ ہیں مگر کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ اِس بلب کی روشنی ہے اور وہ اُس بلب کی روشنی ہے، روشنی تو سب کی ایک ہی ہوگی۔ ہمارے شیخ ہزاروں میل دور ہردوئی میں ہیں مگر وہاں سے فیض آرہا ہے کہ نہیں بشرطیکہ دل سے دل ملا ہو، جیسے ریڈیو ہے اگر آپ نے سوئی گھُمائی اور ماسکو لگ گیا تو روس کی خبر آئی اور اگر ریاض لگ گیا تو وہاں کی خبر آئی، مکہ شریف سے حج کی

لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ کی آواز آئی اور اگر اللہ سے دل لگ گیا تو عالم غیب سے علوم آنے لگیں گے۔ تو سوئی جو ہے جدھر لگ جائے وہاں کی خبریں آنے لگیں گی لٰہذا اپنے قلب کی سوئی صحیح کرلو، غیر اللہ سے جان چھڑا کر اپنے قلب کو ہر وقت اللہ تعالیٰ کی طرف نوّے ڈگری متوجہ رکھو، اس سوئی کو ایک اعشاریہ اِدھر اُدھر نہ ہونے دو، نظر بچانے کے لیے ہر وقت جان کی بازی لگاؤ، جتنا غم بھی آئے اسے برداشت کرو، اس غم ہی سے خدا ملتا ہے۔

گناہ کرنے سے نسبت خاصہ حاصل نہیں ہوگی

تو بتادیا کہ جو بہت عبادت کرتا ہے مگر گناہ سے بچنے کا غم نہیں اُٹھاتا اس کو انوار تو ملیں گے مگر رسوخِ نسبت حاصل نہیں ہوگا کیونکہ گناہ سے بچنے سے دل ٹوٹ کر شکستہ ہوتا ہے، بتایئے! گناہوں سے بچنے سے دل ٹوٹتا ہے یا نہیں؟ تو ٹوٹے ہوئے دل میں خدا اپنا گھر بنالیتا ہے، اللہ میاں کو ٹوٹا ہوا گھر ہی پسند ہے، تو جب دل ٹوٹے گا تو اللہ تعالیٰ کا نور اس میں راسخ ہوجائے گا ورنہ اوپر ہی اوپر رہے گا۔ سنو نماز روزہ کا نور دل کے اوپر اوپر ہی رہتا ہے مگر جب بندہ گناہ سے بچتا ہے تو دل ٹوٹ جاتا ہے تو جتنا نور اسٹاک ہوتا ہے وہ سب دل میں داخل ہوجاتا ہے۔ سمجھ گئے، ورنہ اللہ تعالیٰ ظالم نہیں ہے کہ حسینوں کو پیدا کرکے ہم کو حکم دے کہ ادھر مت دیکھو، اللہ ظالم نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے یہ ہمارے لئے انتظام کیا ہے کہ میرے بندے حج، عمرہ، تلاوت اور تہجد سے جو نور جمع کریں گے تو گناہ سے بچنے کا غم اٹھا کر جب ان کا دل ٹوٹ جائے تو سارے انوار جو اوپر ہیں وہ دل میں داخل ہوجائیں گے۔

رُسوخِ نسبت میں استقلال کب نصیب ہوگا؟

اس لئے رُسوخِ نسبت میں استقلال اور درد دِل گناہ سے بچنے کا غم اٹھانے سے حاصل ہوتا ہے۔ آپ لوگ دو عالموں کی تقریریں سنیں، ایک عالم جو

عبادت بہت کرتا ہے مگر گناہ سے نہیں بچتا اور ایک وہ جس کی نفلی عبادت چاہے کم ہو مگر وہ نافرمانی کی حرام لذتوں سے اپنے دل کو بچاتا ہے اور اپنا دل ہر وقت شکستہ کرتا رہتا ہے، توڑتا رہتا ہے، زخمِ حسرت کھاتا رہتا ہے اور خدا کی محبت کی تلوار سے اپنی بری آرزوؤں کو قتل کرتا رہتا ہے، تو اس کی تقریر دریائے خون کی موجِ طغیانی اور طوفانی تقریر ہوگی اور اللہ اس کو اپنی محبت کا جو درد دیں گے وہ آپ اس عالم میں نہیں پائیں گے جو گناہ سے نہیں بچتا ہے۔

کوہِ طور کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے کی ایک خاص وجہ

تو آپ آج سمجھ لیجیے کہ نظر کی حفاظت کیوں فرض ہے؟ اللہ چاہتے ہیں کہ میرے بندوں کے نماز روزے کے انوارات، عبادت وتلاوت کے انوار جوان کے دل کے باہر رہتے ہیں تو ان کو گناہوں سے بچنے اور حسینوں سے نظر بچانے کے غم کی توفیق دے دوں تا کہ ان کا دل ٹوٹ جائے، جب خونِ تمنا سے دل ٹوٹ جائے گا تو جو نور دل کے باہر ہے وہ سارا نور ٹوٹے ہوئے دل کے اندر داخل ہو جائے گا۔ اس کی تائید میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر پیش کرتا ہوں، مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ جب کوہِ طور پر تجلی نازل ہوئی تو طور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تو عام مفسرین نے کہا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تجلی کو برداشت نہیں کر سکا مگر مولانا رومیؒ کی تفسیر سنو، فرماتے ہیں کہ طور پہاڑ عاشق تھا، اس نے سوچا کہ اگر میں ثابت رہتا ہوں تو اللہ کا نور میرے اوپر اوپر رہے گا۔

بر برونِ کُہہ چو زد نورِ صمد
پارہ شد تادر درونش ہم زند

تو طور پہاڑ اس لئے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا کہ میرے اللہ کا نور میرے اندر بھی داخل ہو جائے۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم ہے کہ جو نظر کی حفاظت اور حسینوں

سے غم اٹھانے کا اور حسینوں سے اپنے جسم کو اور دل کو اور آنکھ کو بچانے کا حکم دیا۔ یہ تین حکم ہیں یعنی جسم کو بھی ان حسینوں سے دور رکھو، دل کو بھی دور رکھو اور آنکھ سے بھی نہ دیکھو، آنکھ کو بھی بچاؤ، تو ایسے غم سے خدا ملتا ہے۔ یہ میرا ستر سال کا تجربہ ہے۔ سنو! کسی حسین کو دیکھنے کو کتنا ہی دل چاہے تو جان دے دو مگر اسے مت دیکھو اور نگاہ بچانے کا غم اٹھا کر چادر اوڑھ کر رونے لگو کہ اے اللہ! میں آپ پر فدا ہوں اگرچہ طبعی غم اور حسرت تو ہے مگر میں آپ کے حکم پر فدا ہو رہا ہوں۔ پھر دیکھو ان شاء اللہ کیا ملتا ہے۔ اور اگر دیکھ لیا تو سمجھ لو کہ وہاں کیا ملے گا، ان کے ناف کے نیچے گراؤنڈ فلور کی گٹر لائنوں میں تمہاری گول ٹوپیوں اور ڈاڑھیوں کی عزت ذلت میں تبدیل ہو جائے گی۔ یاد رکھو اس کو! جو صوفی نظر کو نہیں بچائے گا وہ بمع گول ٹوپی و تسبیح اور ڈاڑھی کے خبیث فعل میں مبتلا نظر آئے گا۔ دوستو! اس کو یاد رکھو! یہ میرے دردِ دل کی آواز ہے۔ آج سمجھ لیا کہ نظر بچانے سے کیا ملتا ہے؟ نظر بچانے سے دل ٹوٹتا ہے اور جب دل ٹوٹتا ہے تو دل کے اندر خدا کا نور اِنْ (In) ہوتا ہے، داخل ہوتا ہے، رُسوخِ نسبت عطا ہوتی ہے، دردِ دل ملتا ہے ؎

میں نے لیا ہے دردِ دل کھو کے بہارِ زندگی
اک گلِ تر کے واسطے میں نے چمن لُٹا دیا

حضرت والا کی ایک خاص دعا

ایک دعا کا دل میں تقاضا ہو رہا ہے، سب لوگ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مدینہ منورہ کی سرزمین پر کوئی بہت ہی شاندار اور عظیم الشان زمین دے دے جو وسیع بھی ہو اور وہاں بڑی زبردست خانقاہ ہو اور ہم سب وہیں رہنے لگیں اور اللہ تعالیٰ ہمیں کھجوروں اور زمزم سے نوازش فرمائیں اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کی نعمتوں سے مالا مال فرما دیں اور وہاں کے شاہ کو اللہ تعالیٰ

توفیق دے دیں کہ وہ اعلان کردیں کہ کراچی کے درویش اوراس کے دوستوں کو یہاں زمین دے دو اور ہر صوفی کو دو دو ہزار ریال وظیفہ بھی ملے گا۔ بتائیے! کیسی دعا ہے۔ مانگنے میں کیا جاتا ہے، اللہ سے خوب مانگو، ہمارے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اللہ سے مانگو بادشاہت مگر راضی رہو چٹنی روٹی پر، لہٰذا خوب مانگو، اللہ میاں کے یہاں کیا کمی ہے۔

ایک شیطانی وسوسۂ عجب کا علاج

ایک اہم مضمون کا دل میں تقاضا ہورہا ہے، اہلِ علم حضرات غور سے سنیں کہ بعض وقت انسان جو بہت دن خانقاہ میں رہتا ہے یا بہت زیادہ عبادت کرتا ہے یا گناہوں سے بچنے کا غم اٹھاتا ہے، اس کے بعد اس کو کوئی خواب نظر آگیا یا اللہ تعالیٰ کے قرب میں ترقی ہوئی، اللہ تعالیٰ کی کوئی عظیم الشان نعمت یا مخلوق میں عزت ملی تو شیطان کان میں کہتا ہے کہ تم نے تو مجاہدے بھی بہت کئے ہیں، ان مجاہدوں سے یہ انعام ملا ہے۔ شیطان کہتا ہے کہ تم نے غم بھی بہت اٹھائے ہیں، بہت مجاہدہ کیا ہے تب تم کو اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت دی ہے۔ اس کی اصلاح کے لئے میں ایک بات پیش کرتا ہوں کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو مجاہدہ کی توفیق دے دیں یا مجاہدہ پر ثمرات وانعامات دیں تو دونوں مواقع پر یہ کہو کہ یہ مجاہدہ بھی آپ کا کرم ہے اور یہ نعمت بھی آپ کا کرم ہے، آپ کا جتنا کرم ہے اس کا سبب صرف آپ کا کرم ہے، ہماری طرف سے ہمیشہ ستم اور آپ کی طرف سے ہمیشہ کرم ہے۔

کمالات کو اپنے مجاہدات کی طرف منسوب کرنا ناشکری ہے

اب اس پر حکیم الامت کی تفسیر بیان القرآن کے حاشیہ مسائل السلوک کی عربی عبارت سنئے پھر اس کا ترجمہ بھی کرتا ہوں، حکیم الامت تھانوی مجددِ زمانہ فرماتے ہیں اِنَّ بَعۡضَ الۡمُغۡتَرِّیۡنَ مِنَ الصُّوۡفِیَآءِ وَالسَّالِکِیۡنَ بعض الو اور

بے وقوف قسم کے صوفیاء جو بالکل جہالت میں مبتلا ہیں وہ کیا کرتے ہیں
یُنْسِبُوْنَ کَمَالَاتِهِمْ اِلٰی مُجَاهَدَاتِهِمْ وہ اپنے کمالات کو جو خدا انہیں عطا کرتا ہے اس کی نسبت اپنے مجاہدات کی طرف کرتے ہیں کہ ہم نے بڑے پاپڑ بیلے ہیں، بڑے مجاہدے کئے ہیں تب ہم کو یہ انعام ملا ہے۔ حکیم الامت فرماتے ہیں
هٰذَا عَیْنُ الْکُفْرَانِ یہ سخت ناشکری ہے، اللہ تعالیٰ کی عنایات کو اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کرو کہ یہ آپ کی رحمت اور آپ کا کرم ہے جو ہم پر ہوا ہے، آپ کی رحمت کا سبب محض آپ کی رحمت ہے اور آپ کے کرم کا سبب محض آپ کا کرم ہے۔ اب اگر کوئی کہے کہ ہم نے بھی تو اتنے اعمال کئے ہیں۔ تو یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کی عظمتِ غیر محدود کے سامنے محدود مجاہدات کوئی قیمت نہیں رکھتے، اللہ تعالیٰ کی غیر محدود عظمتوں کا حق ہمارے محدود، ناقص اور عیب دار مجاہدات سے ادا نہیں ہوسکتا۔

تو بتاؤ! یہ علمِ عظیم ہے یا نہیں؟ کیونکہ شیطان تو ہر وقت خطرناک اسکیم پیش کرتا ہے، میرے پاس بھی شیطان آتا ہے اور کہتا ہے کہ تم اتنے بزرگوں کے ساتھ رہے ہو، بہت غم اُٹھایا ہے۔ وہ تو میں بھی بیان کرتا ہوں مگر وہ بھی تو نعمتِ خداوندی ہے، اللہ تعالیٰ کی توفیق ہے، میرا کوئی کمال نہیں اس لیے یہ کہو کہ یا اللہ! جو مجاہدات گذرے وہ بھی آپ کا کرم ہے، اب یہ انعامات جو ہیں یعنی یہاں پہاڑوں میں آنا اور دوستوں کے دلوں میں محبت ہونا یہ بھی آپ کا کرم ہے، یہ ہمارے مجاہدات کا ثمرہ نہیں ہے کیونکہ ہمارا مجاہدہ تو ناقص ہے اور قابلِ مواخذہ ہے، ہمارا کوئی عمل ایسا نہیں ہے کہ جس پر ہم انعامات کے مستحق ہوں، لہٰذا یہ کہو کہ کسی انعام پر ہمارا استحقاق نہیں ہوسکتا کیونکہ ہم عیب دار ہیں، ہمارے مجاہدے کے ساتھ ساتھ کتنی کوتاہیاں ہوئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سبب ان کی رحمت ہی کو سمجھنا چاہیے

تو اللہ تعالیٰ کی غیر محدود عظمت، غیر محدود بڑائی کا حق ہم غلاموں سے ادا نہیں ہوسکتا، لہٰذا ہمیشہ یہی کہو کہ ہم پر آپ کی جو کچھ مہربانیاں ہیں تو آپ کی ان مہربانیوں کا سبب صرف آپ کی مہربانیاں ہی ہیں، آپ کی رحمت کا سبب صرف آپ کی رحمت ہی ہے آپ کے کرم کا سبب صرف آپ کا کرم ہی ہے۔ اگر ہمیں مجاہدہ کی توفیق ہوجائے تو یہ بھی آپ کا کرم ہے اور جو انعامات آپ دے رہے ہیں ہمارا مجاہدہ اس کا سبب نہیں ہوسکتا کیونکہ اس کی نسبت ہماری طرف ہے اور ہماری طرف جس چیز کی نسبت ہوگئی وہ ناقص ہوجائے گی کیونکہ ہم ناقص ہیں اور ناقص سے ہر چیز ناقص ہی صادر ہوتی ہے لہٰذا جو کچھ آپ کی عنایات ہیں ان کا سبب صرف آپ کی رحمت اور آپ کا کرم ہی ہے۔ جنوبی افریقہ کا یہ سفر اور دوستوں کی یہ محبت اور اس غار میں آ کر اللہ اللہ کرنا، اے خدا! یہ صرف اور صرف آپ ہی کا کرم ہے۔

قوی النسبت شیخ کا انتخاب کرو

دیکھو! شیخ کے لیے کس کو انتخاب کرنا چاہیے؟ جو خالی ولی ہی نہ ہو، صرف صالح ہی نہ ہو بلکہ مصلح بھی ہو اور ولی ساز بھی ہو، جس کی روشنی میں اتنی زیادہ طاقت ہو کہ اس چراغ سے دوسرے چراغ روشن ہوجائیں اور اگر شیخ کی روشنی کمزور ہے تو جیسے چراغ کی بتی کمزور ہے اور دوسرا چراغ اس سے چھوجائے تو جیسے ہی چھوئے گا کمزور چراغ خود ہی بجھ جائے گا۔ لہٰذا شیخ کی نسبت اتنی قوی ہونی چاہیے کہ نسبتِ لازمہ کے ساتھ نسبتِ متعدیہ بھی ہو کہ جتنے چراغ اس سے ٹچ ہوتے رہیں روشن ہوتے رہیں اور شیخ کا چراغ بھی بجھنے نہ پائے۔

ضعیف النسبت شیخ سے تعلق پر نیا الہامی علمِ عظیم

اس لئے حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ بنانے کے لئے خالی ولی ہونا، خالی صالح ہونا کافی نہیں جیسے ایک آدمی خود تندرست تو ہے مگر ڈاکٹر نہیں ہے تو دوسروں کو مشورہ نہیں دے سکتا۔ اس لئے سمجھ لو کہ ایک اللہ والا خود تو دیوانہ ہے مگر دوسروں کو دیوانہ نہیں بنا سکتا تو اس کو شیخ بنانے کا انتخاب مت کرو، دیوانہ کامل وہ ہے جو دوسروں کو بھی دیوانہ بنادے، دیوانہ ہونا اور چیز ہے اور دیوانہ سازی اور چیز ہے۔ اس کی مثال اللہ تعالیٰ نے اس غار میں عطا فرمائی، اس سے پہلے کبھی نہیں عطا ہوئی کہ اگر کوئی انسان نابالغ ہے تو اس سے کوئی انسان پیدا ہوسکتا ہے؟ بتایئے وہ خود انسان ہے یا نہیں؟ ایک نابالغ لڑکا ہے تو کیا وہ انسان نہیں ہے؟ انسان ہے لیکن اس سے دوسرے انسان پیدا نہیں ہوسکتے۔ آہ! یہ مضمون ابھی ابھی اللہ تعالیٰ نے میرے قلب کو عطا فرمایا ہے۔

بس دعا کرو کہ اللہ ہمارے ذِکر کو قبول فرمائے اور ہم سب کو اللہ والی حیات نصیب فرمائے، نفس وشیطان کی غلامی سے نکال کرائے خدا! ہم سب کو سو فیصد اپنی فرماں برداری اور اپنے اولیاء اور دوستوں کی حیات نصیب فرما اور کافروں کی اور نافرمانوں کی خبیث حیات سے ہم سب کو پاک فرما۔ یا اللہ! ہم سب کو مردہ جسموں سے دل لگانے سے پناہ نصیب فرما اور ہم سب کو اللہ والا بنادے اور ہمارے بزرگوں کی دعاؤں کے صدقہ میں ہماری آہ کو قبول فرما۔ اے اللہ! یہ غار آپ نے بنایا ہے، اس میں کسی مخلوق کا ہاتھ نہیں لہٰذا آپ کی رحمت سے اس غار میں آج ہم آپ کا نام لے رہے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے جن لوگوں نے یہاں تک پہنچانے کا انتظام کیا ان کو بھی جزائے خیر دے اور ہماری آہ کو قبول فرما اور اللہ! ہم سب کو اس قدرتی عظیم الشان نشانی کے اندر اللہ والی حیات نصیب فرما، آمین۔